اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

”صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْھُمْ کے 12 واقعات“

حکایت (01): ”روزہ دار کی ہڈیاں تسبیح کرتی ہیں“

ایک مرتبہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے حضرت بلال رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے فرمایا: اے بلال! آؤ ناشتہ کریں۔ تو حضرت بلال رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے عرض کی: میں روزے سے ہوں۔ یہ سن کر اللہ پاک کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ہم اپنا رزق (sustenance) کھارہے ہیں اور بلال کا رزق جنّت میں بڑھ رہاہے۔ پھر فرمایا: اے بلال! کیا تمہیں معلوم ہے کہ جتنی دیر تک روزہ دار کے سامنے کھانا کھایا جاتا ہے تو اس کی ہڈیاں (bones) تسبیح کرتی ہیں اور فرشتے اس کے لئے استغفار (یعنی مغفرت اور بخشش کی دعا) کرتے رہتے ہیں۔ (ابن ماجہ، ۲/۳۴۸، حدیث: ۱۷۴۹)

اس حدیثِ مُبارک سے یہ سیکھنے کو ملا کہ روزہ رکھنا کتنی اچھی بات ہے کہ اس سے ہمیں کئی فائدے حاصل ہوتے ہیں جن میں سے دو یہ ہیں: (1) ہڈیاں تسبیح کرتی (bones glorify Allah) (2) فرشتے، اللہ پاک سے روزہ رکھنے والے کی بخشش (forgiveness) کی دعا کرتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ روزے کو اُس کے آداب کے مطابق پورا کریں یعنی روزے کے مسائل اور آداب سیکھیں اور ان پر عمل بھی کریں۔ نہ صرف رمضان المبارک کے روزے رکھیں بلکہ نفل روزے رکھنے کی بھی کوشش کریں۔

تَعَارُف (Introduction):

جنّتی صحابی، حضرتِ بلال رَضِیَ اللہُ عَنْہُ پہلے ایک غلام (slave) تھے (پہلے ایک انسان دوسرے کا مالک بن جاتا تھا، مالک کو جو ملا وہ غلام ہوا، آج کل غلام نہیں ہوتے)۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا نام ”بلال“ ہے۔ (حلیۃ الاولیاء، بلال بن رباح، ۱/۲۰۰، ملخصاً) مؤذنِ رسول اور سَیِّدُ الْمُؤَذِّنِیْن (یعنی اذان دینے والوں کے سردار) کے القاب (titles) سے مشہور ہیں۔ (معجم کبیر، ۵/۲۰۹، حدیث: ۵۱۱۹) آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا انتقال 20 سنِ ہجری میں ہوا۔ (ابن عساکر، رقم: ۹۷۴، بلال بن رباح، ۱۰/۴۴۵)

جنّتی صحابی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی شان:

خَاتَمُ النَّبِیّٖن، اِمَامُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: انبیاء اور شہیدوں کے بعد سب سے پہلے بلالِ حبشی کو جنّتی لباس پہنایا جائے گا۔

(ابن عساکر، رقم: ۹۷۴، بلال بن رباح، ۱۰/۴۵۹، حدیث: ۲۶۵۵، ملتقطاً)

ہر صحابیِ نبی جنّتی جنّتی

www.farzuloom.net

حکایت(02): ”شَیطان نے نَماز کے لیے جگایا!“

سردارِ مکّہ، سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ایک مشہور صحابی اپنے گھر میں سو رہے تھے، اچانک آپ کو کسی نے اُٹھایا، آنکھ کھول کر جب دیکھا تو جگانے والا نظر نہیں آیا، اُس وقت آپ نے فرمایا: کون ہے؟ اور تیرا نام کیا ہے؟ یہ سن کر شیطان نے کہا: میرا نام ”اِبلیس“ ہے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے حیران (surprised) ہو کر اس سے فرمایا: ابلیس کا کام تو مسلمان کو سُلا کر اُس کی نماز قضا کرا دینا ہے تو اگر اِبلیس ہے تو پھر تو نے مجھے نماز کے لیے کیوں جگایا؟ تیرا کام تو ہے نماز چھڑانا، نماز پڑھانا تیرا کام ہی نہیں۔ یہ سن کر ابلیس نے کہا کہ میں نے اس لیے جگادیا کہ اگر اس وقت کی نماز فوت ہو جاتی تو آپ خوب افسوس کرتے اور دل سے روتے۔ اِس رونے کی وجہ سے، اللہ پاک آپ کو دو(200) سو رَکعت نمازوں سے بھی زیادہ ثواب دے دیتا! لہٰذا میں نے آپ کو نماز کے لیے جگادیا ہے تاکہ آپ کا ثواب زیادہ نہ ہو جائے۔

(مثنوی معنوی مع تفسیر عرفانی مثنوی معنوی ج ۲ دفتر دوم ص ۳۲۸۔۳۴۸ ملخصاً)

اس حکایت سے ہمیں یہ درس(lesson) ملا کہ شیطان ہمارا بہت بڑا دشمن ہے۔ اس لیے ہمیں شیطان کے وسوسوں کا علاج کرنے کی کس قدر ضرورت ہے؟ اس کے لیے اَمیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے رِسالے **”وسوسے اور ان کا علاج“** کو پڑھ لیجئے۔

تَعارُف(Introduction):

وہ **جنّتی صحابی، عاشقِ نماز، کاتبِ وحی (یعنی اللہ پاک کے پیغام کو لکھنے والے)، صحابی ابنِ صحابی حضرتِ امیر مُعاوِیہ** رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ تھے اور ان کو نماز سے کیسی محبّت تھی۔ حضرتِ امیر مُعاوِیہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ خود صحابی، والدِ محترم بھی صحابی، امّی جان صحابیہ اور پیاری بہن اُمِّ حبیبہ نہ صرف صَحابیہ بلکہ اللہ پاک کے کرم سے ”اُمُّ الْمُؤمِنین“ اور پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زوجہ(wife) بھی تھیں (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُم)۔

حضرت امیر مُعاوِیہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے پاس اللہ پاک کے پیارے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا کُرتا مبارک، ایک چادر، ناخن شریف اور چند موئے مبارک (یعنی بال شریف) وغیرہ تھے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے وفات کے وقت وصیّت فرمائی (یعنی کہہ دیا تھا) کہ میری وفات کے بعد ان مُبارک کپڑوں میں مجھے کفن دیا جائے اور ناخن شریف و موئے مبارک (یعنی بال شریف) میرے منہ اور ناک پر رکھ دیے جائیں پھر مجھے دفن کر دیا جائے۔

(ابن عساکر ج ۵۹ ص ۲۲۹)

جنّتی صحابی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کی شان:

بخاری شریف میں ہے کہ **خاتَمُ النَّبِیّٖن، اِمامُ الْمُرْسَلین، رَحمۃٌ لِّلْعٰلمین** صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: میری اُمّت(nation) کا سب سے پہلا لشکر جو سمندر میں غزوہ کرے گا، انہوں نے (جنّت) واجب کر لی۔(بخاری ج۲ص۲۸۸حدیث۲۹۲۴) اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ کچھ اس طرح فرماتے ہیں: یہ حدیث حضرت معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے جنّتی ہونے کی گواہ(witness) ہے۔ یہ غزوہ حضرتِ عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے زمانے(time) میں ہوا اور حضرت معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ اس کے اَمیر (یعنی سردار) تھے۔ **لہٰذا ثابت ہوا آپ ان لوگوں میں سے ہیں، جن کے لیے جنّت واجب ہوئی اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ تو ان کے امیر (یعنی سردار) تھے۔**(تعلیقات امام اہل السنۃ علی العلل المتناہیۃ ص۵ مخطوط)

ہر صحابیِ نبی جنّتی جنّتی

حکایت(03): "بارش شروع ہوگئی"

حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے زمانے(time) میں مدینہ منورہ میں شدید قحط(famine) پڑ گیا(یعنی بارشیں نہ ہونے کے سبب کھانے پینے کی چیزوں کی بہت کمی ہوگئی) اور اس کی وجہ سے عرب کے لوگ پریشان ہوگئے۔ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہ عنہ لوگوں کو جمع کر کے مدینہ منورہ سے باہر ایک میدان میں لے گئے ان میں حضور نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ایسے صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہ عَنْھُمْ بھی موجود تھے کہ جن کا مرتبہ(rank) بہت بڑا تھا۔ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے اپنے ہاتھ سے حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کا ہاتھ لیا اور ان کو اپنے آگے کھڑا کر کے اللہ پاک سے یوں دعا کی:

یااللہ! پہلے جب ہم بارش وغیرہ کی کمی کا شکار ہوتے تھے تو تیرے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو وسیلہ بنا کر (یعنی آپ کے صدقے سے) بارش کی دعا مانگتے تھے اور تو ہم کو بارش عطا فرماتا تھا مگر آج ہم تیرے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے چچا کو وسیلہ بنا کر دعا مانگتے ہیں لہٰذا تو ہمیں بارش عطا فرمادے پھر حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے بھی دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے تو ہر طرف بادل آگئے اور اسی وقت اتنی بارش ہوئی کہ لوگوں کے گھٹنوں(knees) تک پانی آگیا اور وہ اپنے گھروں کو واپس چلے گئے۔ چند لوگ خوشی اور محبّت سے حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کی چادر کو چومنے لگے اور کچھ لوگ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے جسم مبارک پر ہاتھ لگا کر برکتیں حاصل کرنے لگے۔

(بخاری،۲/ ۵۳۷،رقم:۳۷۱۰،مستدرک للحاکم،۴/ ۴۰۰،رقم:۵۴۸۹وغیرہ)

اس سچے واقعے سے ہمیں یہ سیکھنے کو ملا کہ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور اُن سے تعلّق(relationship) رکھنے والوں کے وسیلے اور صدقے سے دعا کرنا صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ کا طریقہ ہے۔

تَعارُف(Introduction):

جنّتی صحابی، حضرت عباس بن عبدُالمطلب رَضِیَ اللہُ عَنہُما، **خاتَمُ النَّبِیّٖن، اِمامُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین** صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے چچاہیں۔ اسلام لانے سے پہلے اور بعد میں بھی مکّے شریف میں آنے والے حاجیوں کو آبِ زم زم پلاتے تھے۔(اسد الغابہ،۳/۱۶۳، الثقات لابن حبان،۱/۱۸) حضرت عباس عمر میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے تین (3) سال بڑے تھے۔ ایک بار کسی نے پوچھا کہ آپ بڑے ہیں یا پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ؟ آپ نے بہت خوبصورت اور محبّت بھری بات کہی: کہ بڑے تو پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہی ہیں مگر میں پہلے پیدا ہوا ہوں۔(مصنف ابن ابی شیبہ،۸/۴۸، رقم:۶۵ ملخصاوغیرہ) انتقال کے وقت آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے اپنے بیٹے حضرت عبدُ اللہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کو چند نصیحتیں کیں پھر اپنا منہ کعبۃُ اللہ شریف کی طرف کرتے ہوئے کلمہ شریف پڑھااورآپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ کا انتقال ہو گیا۔(تاریخ ابن عساکر،۲۶/۳۷۶،۳۷۷) آپ کا انتقال اٹھاسی (88) سال کی عمر میں سن 32 سن ہجری رجب یا رمضان المبارک کے مہینے میں جمعہ کے بابرکت دن 12 تاریخ کو ہوا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کو دنیا کے سب سے زیادہ فضیلت والے قبرستان جنّت البقیع (جو کہ مدینے پاک میں مسجد نبوی کے ساتھ ہے) میں دفن کیا گیا۔(الاستیعاب،۲/۳۶۱،۳۶۲)

حضور کے چچا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی شان:

نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فرماتے تھے کہ جس نے انہیں (یعنی حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کو) تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی کیونکہ آدمی کا چچا باپ کی طرح ہوتا ہے۔

(ترمذی،۵/۴۲۲،حدیث:۳۷۸۳،مسند احمد،۶/۱۶۴،حدیث:۱۷۵۲۴)

حکایت (04): ”سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے محبت“

پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے چچا حضرت حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ اسلام قبول کرنے سے پہلے بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے بہت محبت کرتے تھے۔ اسلام لانے سے پہلے کی بات ہے کہ ایک مرتبہ آپ شکار کے لیے گئے ہوئے تھے ابو جہل نے کعبہ شریف میں حضورِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو بہت زیادہ برا بھلا کہا جب آپ شکار سے واپس گھر آئے تو آپ کی بیوی نے بتایا کہ اگر آپ کچھ دیر پہلے آتے تو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے کہ ابو جہل آپ کے بھتیجے (یعنی بھائی کے بیٹے) کے ساتھ کیا کیا کر رہا تھا۔ یہ سنتے ہی آپ غصّے میں آگئے اور کمان (bow) ہاتھ میں پکڑے ابو جہل کے پاس پہنچے اور ابو جہل کے سر پر اس زور کے ساتھ کمان ماری کہ اس کا سر پھٹ گیا اور خون نکلنے لگا، پھر فرمانے لگے: میرا دین وہی ہے جو میرے بھتیجے کا ہے میں گواہی دیتا ہوں (I agree) کہ وہ اللہ کے رسول ہیں، اب میں ان کے بارے میں کوئی بات نہ سنوں، اگر تم سچے ہو تو مجھے مسلمان ہونے سے روک کر دکھاؤ۔(معجم کبیر،۳/۱۴۰،حدیث:۲۹۲۶) ابو جہل کہنے لگا: غلطی میری ہی ہے کہ آج میں نے آپ کے بھتیجے (یعنی بھائی کے بیٹے) کو بہت برا بھلا کہا تھا۔(سیرۃ ابن ہشام،ص۱۱۴) آپ اپنی زبان سے اسلام لانے کی بات کہہ کر

گھر واپس آئے تو شیطان نے وسوسہ ڈالا (یعنی غلط بات دل میں ڈالی): تم تو قریش کے سرداروں (chiefs) میں سے ہو، کیا تم اپنا دین بدل دو (change کرلو) گے؟ آپ کی پوری رات بے چینی (restlessness) میں گزری، صبح ہوتے ہی پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس حاضر ہوئے اور اپنی پریشانی بتائی تو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اسلام کا حق اور سچا ہونا آپ کو سمجھا دیا، جس پر حضرتِ حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ یہ کہنے لگے کہ میں دل سے گواہی دیتا ہوں (I agree) کہ آپ سچے ہیں۔ (مستدرک للحاکم، ۴/۱۹۵، حدیث: ۴۹۳۰)

اس حدیث شریف سے ہمیں یہ درس (lesson) ملا کہ اللہ پاک جسے چاہتا ہے حق اور سیدھے (یعنی اسلام اور نیکی والے) راستے کی طرف رہنمائی فرماتا ہے (یعنی نیک راستے پر چلا دیتا ہے)۔

تعارُف (Introduction):

جنّتی صحابی، حضرت امیر حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ بہت ہی خوبصورت تھے۔ (تذکرۂ سید الشہداء، ص ۱۸، ۱۷ ملخصًا) بہترین اخلاق والے اور بہترین سپاہی (soldier) تھے۔ (کواکب سبعہ، ص ۵۶) آپ 3 سنِ ہجری ماہِ شوال، غزوہ اُحد میں شہید ہوئے اور وہیں آپ کا مزار شریف ہے۔ **خاتَمُ النَّبِیّین، اِمامُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِین** صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم شہدائے اُحد (جنگِ اُحد میں قتل ہونے والوں) کی قبروں پر تشریف لے جاتے تھے پھر حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر فاروق اور دیگر صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُم کا بھی یہی عمل رہا (routin رہی) جبکہ حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ تو یہاں آکر تین (3) مرتبہ سلام کہا کرتے تھے۔ (کتاب المغازی للواقدی، ۱/۳۰۰ تا ۳۱۳)

ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اولیاء کرام کے مزارات پر حاضری دیں اور فاتحہ (یعنی سورتیں وغیرہ پڑھنے) کے بعد ان کے درجات (ranks) بڑھنے اور اپنے لیے مغفرت کی دعائیں کریں۔ **یاد رہے!** عورتوں کو قبرستان جانا منع ہے، بلکہ مزارات کی حاضری بھی منع ہے، صرف اور صرف نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے روضہ مبارکہ (یعنی مزار شریف) پر عورتوں کو حاضری کی اجازت ہے، (بلکہ واجب ہونے کے قریب ہے) اس کے علاوہ کسی بھی مزار یا قبرستان میں فاتحہ کے لیے عورتوں کو جانا منع ہے (اجازت نہیں ہے)، گھر سے ہی فاتحہ پڑھ کر اس کا ایصالِ ثواب کر دیں۔ (تجہیز و تکفین کا طریقہ ص ۲۹۸)

حضور کے چچا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی شان:

ایک صحابی نے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس آکر عرض کی: میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے میں اس کا کیا نام رکھوں؟ تو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: لوگوں میں مجھے سب سے زیادہ اپنے چچا حمزہ سے محبت ہے لہٰذا انہیں کے نام پر اپنے بچّے کا نام (حمزہ) رکھو۔ (معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم، ۲/۲۱، حدیث: ۱۸۳۹، ۱۸۳۷)

حضرتِ حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کی شہادت کی وجہ سے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بہت دکھ ہوا اور آپ نے فرمایا: اللہ پاک کی آپ پر رحمت ہو کہ آپ رشتہ داروں کا سب سے زیادہ خیال رکھتے تھے اور نیک کاموں میں آگے آگے رہتے تھے۔ (معجم

کبیر،۳/۱۴۳،حدیث:۲۹۳۷) اللہ پاک نے آگ پر ہمیشہ کے لئے حرام کر دیا ہے کہ وہ حضرت حمزہ کے جسم کے کسی حصے(part) کو جلائے۔(طبقات ابن سعد،۳/۸)

تقریباً چھیالیس(46)سال بعد حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی حکومت میں اُحد پہاڑ کے درمیان سے ایک نہر (canal) کی کھدائی(digging) کے دوران اتفاق سے ایک شہید کے پاؤں میں بیلچہ(shovel) لگ گیا جس کی وجہ سے زخم سے تازہ خون بہہ نکلا۔ یہ شہید کوئی اور نہیں اللہ پاک کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے چچا، حضرتِ امیر حمزہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ تھے۔(طبقات ابن سعد،۱/۸۷،الاستیعاب،۱/۴۲۵)

حکایت(05): "جنگِ بدر"

جب مسلمان مکّے شریف میں تھے تو غیر مسلم، مسلمانوں کو مختلف(different) طریقوں سے تکلیفیں دیتے تھے۔ اللہ پاک کے حکم سے مسلمان اپنے گھر وغیرہ چھوڑ کر مدینہ پاک چلے گئے مگر غیر مسلموں کی طرف سے مسلمانوں کو تکلیفیں دینے کا سلسلہ ختم نہ ہوا۔ پہلے مسلمانوں کو اللہ پاک کی طرف سے جنگ کی اجازت نہیں تھی اور صرف صبر کا حکم تھا مگر غیر مسلموں کی طرف سے ہونے والی تکلیفوں کی وجہ سے اللہ پاک نے مسلمانوں کو جنگ کرنے کی اجازت دے دی۔ اس کے بعد مسلمانوں اور کافروں کے درمیان پہلی جنگ "غزوہ بدر" ہوئی("غزوہ" اُس جنگ کو کہتے ہیں کہ جس میں پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بھی شرکت فرمائی)۔ دو(2) سن ہجری، سترہ(17) رمضان المبارک جمعہ کے دن، غزوۂ بدر، "بدر" کے مقام پر ہوئی("بدر" مدینہ منورہ سے تقریباً اسّی(80) میل کے فاصلے(distance) پر ایک گاؤں کا نام ہے)۔ اس جنگ میں مسلمانوں کی تعداد صرف تین سو تیرہ (313) تھی اور مسلمانوں کے پاس صرف دو(2) گھوڑے، ستّر(70) اونٹ، چھ(6) زرہیں(یعنی لوہے کے لباس) اور آٹھ(8) تلواریں(swords) تھیں جبکہ غیر مسلم ایک ہزار (1000) تھے، اُن کے پاس سو (100) گھوڑے، سات سو(700) اونٹ اور لڑائی کے بہت سارے ہتھیار(weapons) تھے۔(زرقانی علی المواھب،۲/۲۶۰، معجم کبیر،۱۱/۱۳۳، حدیث:۱۱۳۷۷،مدارج النبوۃ،۲/۸۱) غزوہ بدر کی رات اللہ پاک نے مسلمانوں پر خاص رحمت نازل فرمائی جس سے اسلامی فوج آرام کی نیند سو گئی اور ان کی تمام تھکاوٹ(tiredness) ختم ہو گئی مگر ہمارے پیارے نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے تمام رات اللہ پاک کی عبادت اور دعا میں گزاری اور صبح مسلمانوں کو نمازِ فجر کے لئے جگایا۔ پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے نماز کے بعد ایک خطبہ فرمایا(یعنی بیان فرمایا) جس سے مسلمانوں میں اللہ پاک کی راہ میں شہادت(یعنی لڑتے ہوئے فوت ہو جانے) کا جذبہ(spirit of martyrdom) اور زیادہ ہو گیا۔(دلائل النبوۃ للبیہقی،۳/۴۹،سیرت حلبیہ،۲/۲۱۲، سیرت مصطفیٰ،ص۲۱۸ ملخصا) جب بدر کی جنگ میں مسلمان، غیر مسلموں کے سامنے کھڑے ہو گئے تو اللہ پاک کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اللہ پاک سے دعا کی:"اے اللہ!

تونے مجھ سے جو وعدہ فرمایا تھا اسے پورا کر دے۔ اے اللہ! اگر یہ مسلمان بھی شہید ہو گئے (all were martyred) تو زمین میں تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ ہو گا۔" اس وقت اللہ پاک نے نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو مسلمانوں کی مدد کے لئے آسمان سے فرشتے نازل کرنے کی خوشخبری (good news) دی، پھر جب جنگ شروع ہوئی تو اللہ پاک نے پہلے ایک ہزار (1000) فرشتے بھیجے پھر تین ہزار (3000) فرشتے ہوگئے اوراس کے بعد فرشتے پانچ ہزار (5000) ہو گئے۔ (مواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، ۲/۲۸۶) غزوۂ بدر میں مسلمان بہادری سے لڑتے رہے اور اللہ پاک نے فرشتوں کو بھیج کر، مسلمانوں کی مدد بھی فرمائی اور مسلمانوں کو بہترین کامیابی (great success) ملی۔ سترّ (70) غیر مسلم مر گئے (died) اور سترّ (70) گرفتار (arrest) بھی ہوئے۔ جبکہ چودہ (14) مسلمان شہید ہوئے۔ (مسلم، ص۷۵۰، حدیث:۴۵۸۸ ملخصاً، عمدۃ القاری، ۱۰/۱۲۲)

جنگ شروع ہونے سے پہلے ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کچھ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم کے سامنے اپنی چھڑی (stick) سے زمین پر نشان لگائے تھے کہ یہ فلاں کافر کے قتل ہونے کی جگہ ہے اور کل یہاں فلاں کافر کی لاش پڑی ہوئی ملے گی جب جنگ ختم ہونے پر دیکھا گیا تو جس جگہ کے لیے نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا تھا کہ یہاں فُلاں کافر مرا ہو گا تو اُس کافر کی لاش ٹھیک اسی جگہ پڑی تھی۔

(مسلم، ص۹۸۱، حدیث:۱۷۷۸، شرح الزرقانی علی المواھب، ۲/۲۶۹)

اس حکایت سے ہمیں یہ درس ملا کہ غزوۂ بدر میں اگرچہ مسلمانوں کے پاس سامان کم تھا اور تعداد (یعنی لوگ) بھی کم تھی مگر ان کے دل میں اللہ پاک اور اس کے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی محبّت تھی۔ اللہ پاک نے کرم فرمایا اور اس تکلیف (trouble) میں فرشتوں کے ذریعے، اُن کی مدد فرمائی۔ **یہ بھی معلوم ہوا کہ** اللہ پاک نے اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو غیب کا علم بھی عطا فرمایا تھا کہ ایک دن پہلے ہی کافروں کے مرنے کی جگہ بتادی۔

حکایت (06): "اللہ پاک ان سے راضی"

پیارے آقا صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم عمرے کی نیّت سے مدینہ پاک سے مکّے شریف کی طرف آئے۔ جب مکّے پاک سے پہلے (ایک جگہ) حدیبیہ پہنچے تو پیارے آقا صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہ عَنْہُ کو مکّے شریف بھیجا تاکہ وہاں جاکر بتادیں کہ حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم عمرہ کے لیے تشریف لا رہے ہیں یعنی آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم جنگ کرنے کے لیے نہیں آئے ہیں۔ حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہ عَنْہُ قریش کے سرداروں (chiefs) کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں بتا دیا۔ وہ سب یہ کہہ رہے تھے کہ نبی پاک صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم اس

سال عمرہ نہ کریں بلکہ اگلے سال (next year) آئیں، لیکن حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے کہا کہ اگر آپ کعبہ شریف کا طواف کرنا (یعنی خانہ کعبہ کے سات (7) چکر لگانا) چاہیں تو کرلیں۔ حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں رسولِ کریم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے بغیر طواف کروں۔

دوسری طرف حدیبیہ میں موجود مسلمانوں نے کہا: حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ عَنْہُ بڑے خوش نصیب (lucky) ہیں جو کعبہ شریف تک پہنچ گئے اور طواف بھی کرلیا۔ حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: میں جانتا ہوں کہ وہ ہمارے بغیر طواف نہ کریں گے۔ حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی مکّے شریف کے مسلمانوں سے ملاقات ہوئی، تو غیر مسلموں نے حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو روک لیا، اب حدیبیہ میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہ عَنْہُ شہید (یعنی قتل۔murder) کر دیئے گئے ہیں۔ اس پر مسلمانوں کو بہت جوش (excitement) آیا اور رسولِ کریم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْھُم سے اس بات پر بیعت لی (یعنی وعدہ لیا) کہ وہ غیر مسلمین سے جنگ میں پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ یہ بیعت ایک درخت کے نیچے ہوئی۔ حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اپنی اُلٹی طرف کے ہاتھ کو، سیدھے ہاتھ میں لیا اور فرمایا کہ یہ عثمان (رَضِیَ اللہ عَنْہُ) کی بیعت ہے اور دعا فرمائی: یاربّ!، عثمان رَضِیَ اللہُ عَنْہُ تیرے اور تیرے رسول صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے کام میں ہیں۔ حُدَیْبِیَہ کے مقام پر جن صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْھُم نے بیعت کی انہیں اللہ پاک نے اپنی رضا کی خوشخبری (good news) سنائی، اس لئے اس بیعت کو "بیعتِ رضوان" (یعنی ایسا وعدہ کہ جس سے اللہ پاک راضی ہوا) کہتے ہیں۔ (صراط الجنان، ۹/۳۶۷ ملخصاً)

اللہ پاک فرماتا ہے، ترجمہ (Translation): بیشک اللہ ایمان والوں سے راضی ہوا، جب وہ درخت کے نیچے تمہاری بیعت کررہے تھے تو اللہ کو وہ معلوم تھا جو ان کے دلوں میں تھا تو اس نے ان پر اطمینان (satisfaction) اتارا اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا۔ (پ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ۱۸) (ترجمہ کنز العرفان)

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْھُم کو اپنے آقا و سردار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے کتنی محبّت تھی کہ ایک طرف حضرت عثمان رَضِیَ اللہ عَنْہُ نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے بغیر طواف نہ کیا اور دوسری طرف دیگر صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْھُم نے اپنی جان پیش کرنے کے لیے بھی وعدے کرلیے۔ **دوسری بات یہ بھی پتا چلی کہ** پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو اللہ پاک کے دیے ہوئے علم سے معلوم تھا کہ حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ عَنْہ شہید نہیں ہوئے جبھی تو ان کی طرف سے بھی آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے بیعت کی۔ غیر مسلمین کو جب اس بیعت کا پتا چلا تو وہ ڈر گئے اور انہوں نے حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ عَنْہ کو واپس بھیج دیا۔

(خازن، الفتح، تحت الآیۃ:۱۸، ۴/ ۱۵۱-۱۵۰، خزائن العرفان، الفتح، تحت الآیۃ:۱۸، ص ۹۴۳ ملخصاً)

حکایت(07): "نیّت کرلی تو یہ کام کرونگا"

حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے **جنّتی صحابی حضرت سلمان فارسی** رَضِیَ اللہُ عَنْہ کو شہر مدائن کا گورنر(governor) بنایا تھا لیکن پھر بھی آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ بہت سادہ تھے۔ایک دن آپ بازار میں جارہے تھے کہ ایک شخص نے آپ کو مزدور(laborer) سمجھ کر اپنا سامان اٹھانے کے لئے کہا۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ سامان اٹھا کر اس کے پیچھے چلنے لگے،لوگوں نے دیکھا تو کہا: اے صاحبِ رسول(یعنی صحابی رَضِیَ اللہُ عَنْہ)! آپ نے یہ سامان کیوں اٹھایا ہے؟ لائیے! ہمیں دے دیں۔ سامان کے مالک نے جب یہ دیکھا تو شرمندہ(embarrasse) ہو کر آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے معافی مانگی اور سامان واپس لینے لگا مگر آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے فرمایا: میں نے تمہارا سامان اٹھانے کی نیّت کی تھی، اب اِسے تمہارے گھر تک ہی لے کر جاؤنگا۔(طبقاتِ ابنِ سعد،۴/۶۶،مُلخصاً)

اس حکایت سے ہمیں یہ درس(lesson) ملا کہ جب کوئی اچھی نیّت کریں تو اس کو پورا بھی کرنا چاہیے۔

تعارُف(Introduction):

جنّتی صحابی، حضرت سلمان فارسی رَضِیَ اللہُ عَنْہ اللہ پاک کی راہ میں مال خرچ کرنا پسند کرتے تھے، آپ اپنی پوری تنخواہ(salary) غریبوں میں تقسیم(distribute) کر دیتے اور خود کھجور کے پتوں سے ٹوکریاں(baskets) بنا کر چند درہم(یعنی کچھ پیسے) کماتے اور اسی پر گزارا کرتے۔(طبقاتِ ابنِ سعد،۴/۶۵) 10 رَجَبُ المُرَجَّب 33 یا 36 ہجری میں وفات پائی۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ کا مزار شریف عراق میں ہے۔(تاریخ ابنِ عساکر، ۲۱/۴۵۶،کرامات صحابہ، ص۲۱۹)

جنّتی صحابی رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی شان:

فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم: **جنّت "سلمان فارسی" کی مشتاق(desirous)** ہے(یعنی جنّت چاہتی ہے کہ حضرت سلمان رَضِیَ اللہُ عَنْہ جنّت میں آئیں)۔(ترمذی،۵/۴۳۸،حدیث:۳۸۲۲)

ہر صحابیِ نبی جنّتی جنّتی

حکایت(08): "ایک حدیث کے لئے لمبا سفر"

حضرت ابو ایوب انصاری رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے مدینہ منورہ سے مصر کے شہر کا سفر صرف اس لیے کیا کہ ایک صحابی رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے ایک حدیث سنیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ سفر کرکے وہاں پہنچے اور انہوں نے آپ کا اِستقبال(welcome) کیا تو فرمانے لگے: میں ایک حدیث سننے آیا ہوں کہ جسے بیان کرنے والے اب آپ ہی باقی ہیں۔ حضرت عقبہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے حدیث سنائی کہ اللہ پاک کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے

فرمایا: جس کسی نے مومن کی ایک برائی چُھپائی، قیامت کے دن اللہ پاک اس کی پردہ پوشی کرے گا(یعنی اس کی بُرائی چھپائے گا)۔ حضرت ابوایوب اَنصاری رَضِیَ اللہُ عَنْہ یہ حدیث سنتے ہی اپنے اُونٹ کی طرف بڑھے اور ایک لمحہ(a moment) رُکے بغیر مدینے واپس چلے گئے۔(مسند احمد،٦/١٣٧،حدیث:١٧٣٦٩)

اس حکایت سے ہمیں یہ درس(lesson) ملا کہ ہمارے صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْھُم نے دین کی خاطر بہت کوششیں کیں، صرف ایک حدیث سننے کے لیے اتنابڑا سفر، یہ ان ہی کا کام تھا۔ ہماری ایک تعداد(larg quantity) نماز ہی نہیں پڑھتی اور جو نماز پڑھتے ہیں، ان کی بھی ایک تعداد نماز کے مسائل صحیح طرح نہیں جانتی۔ ہمیں علمِ دین حاصل کرنا چاہیے، نماز کے مسائل کے ساتھ ساتھ فرض علوم بھی حاصل کرنے چاہیں۔

تَعَارُف(Introduction):

جنّتی صحابی، حضرت ابو ایوب انصاری رَضِیَ اللہُ عَنْہ کا نام "خالد بن زید" ہے۔(طبقات ابن سعد،٣/٣٦٨،٣٦٩) 51 ہجری میں آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ کا انتقال ہوا اور ترکی میں آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ کا مزار شریف ہے۔(کراماتِ صحابہ،١٨٢،ماخوذاً)

جنّتی صحابی رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی شان:

ایک مرتبہ حضرت ابو ایوب انصاری رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے رات بھر ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے گھر کا پہرہ دیا (یعنی watch) کیا، صبح ہوئی تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے یوں دعا دی: اے اللہ! تو ابو ایوب کی ایسے ہی حفاظت فرما(keep safe) کہ جس طرح (انہوں نے) میری حفاظت کرتے ہوئے رات گزاری۔(سیرت ابن ہشام، ص ٤٤٢)

ہر صحابیِ نبی جنّتی جنّتی

حکایت(09): "تھوڑا سا دودھ اور ستّر صحابہ رَضِیَ اللہُ عَنْھُم"

حضرت ابوہُریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ فرماتے ہیں، اُس اللہ پاک کی قسم جس کے علاوہ کسی کی عبادت نہیں ہو سکتی، میں بھوک کی وجہ سے اپناپیٹ زمین پر رکھتا اور پیٹ پر پتّھر باندھ لیتا تھا۔ ایک دن میں اس راستے پر بیٹھ گیا، جس سے لوگ باہَر جاتے تھے۔ پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میرے پاس سے گزرے تو مجھے دیکھ کر مُسکرائے اور فرمایا: اے اَبُوہُریرہ! میرے ساتھ آجاؤ۔ میں پیچھے پیچھے چلنے لگا، جب پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنے برکت والے گھر پہنچے تو میں اجازت لیکر اندر آگیا۔ سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک پیالے(cup) میں دودھ دیکھا تو فرمایا: یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ بتا گیا کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے تحفے(gift) میں آیا ہے۔ فرمایا: ابوہُریرہ! جا کر اَہْلِ صُفّہ کو بُلا لاؤ(اللہ پاک کے حکم سے مکّے پاک سے مدینے پاک اپنا سب مال، گھر وغیرہ چھوڑ کر آنے والے مہاجرین میں سے وہ غریب لوگ کہ جن کے پاس

گھر نہ ہوتا وہ مدینے پاک کی مسجدِ نبوی میں ایک چھت کی طرح جگہ میں رہتے تھے، یہ لوگ اہلِ صُفّہ تھے (فتاویٰ رضویہ، ج۸، ص۶۴، ملخصاً)۔ اہلِ صُفّہ قرآنِ کریم کو سیکھنے اور سمجھنے میں مصروف (busy) رہتے اور وہ اس بات کو پسند کرتے کہ انہیں دینِ اسلام کی کوئی نئی بات (یا کوئی دین کا نیا حکم) پتا چل جائے یا پہلے سے جو معلوم ہے، اُسے دُہراتے (repeat کرتے) رہیں (اللہ والوں کی باتیں ج ۱، ص۵۹۸ ملخصاً))۔

حضرت ابو ہُریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کہتے ہیں کہ میرے دل میں خیال آیا، اَہْلِ صُفّہ (جو ستّر (70) صحابہ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ) تھے (الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، ج۲، ص۳۶)) کا اِس دُودھ سے کیا بنے گا، اگر میں اس دودھ کو پی لیتا تو مجھے کچھ طاقت مل جاتی لیکن میں اَصحابِ صُفّہ کو لے آیا، انھوں نے اجازت لی اور گھر میں آگئے۔ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ابو ہُریرہ! پیالہ پکڑو اور ان کو دودھ پلاؤ۔ میں نے انہیں پلانا شروع کیا، لوگ آتے رہے اور پیتے رہے یہاں تک کہ سب نے پیٹ بھر کر پی لیا اب حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے پیالہ اپنے ہاتھ میں لے کر مُسکرا کر فرمایا: ابو ہُریرہ! اب میں اور تم باقی رہ گئے ہیں۔ مزید فرمایا: بیٹھو اور پیو، میں بیٹھ گیا اور دودھ پینے لگا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بار بار فرماتے رہے: پیو! یہاں تک کہ میں نے عرض کی، نہیں، قسم اُس ذات (یعنی اللہ پاک) کی جس نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو حق (اور سچ) کے ساتھ بھیجا، اب مزید نہیں پی سکتا۔ فرمایا، "مجھے دِکھاؤ۔" میں نے پیالہ (cup) حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو دے دیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اللہ پاک کی حمد (یعنی تعریف) بیان کی، بِسْمِ اللہ پڑھی اور باقی دودھ پی لیا۔ (صحیح بخاری ج۷ ص۲۳۰ رقم الحدیث ۶۴۵۲، ملخصاً)

اس حکایت سے ہمیں یہ درس (lesson) ملا کہ ہمارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی شان بہت بڑی ہے اور **یہ بھی پتا چلا کہ** صبر کرنے والوں کو کبھی دنیا ہی میں بہترین انعام (reward) مل جاتا ہے۔

تَعَارُف (Introduction):

جنّتی صحابی، حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کا نام "عَبْدُ الرَّحْمٰن" ہے جبکہ بعض علما نے "عبداللہ" فرمایا ہے۔ (الاصابۃ، ۷/۳۴۸، عمدۃ القاری، ۱/۱۹۴، تحت الحدیث:۹، ملخصاً) آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کا معمول (routine) تھا کہ روزانہ 12 ہزار مرتبہ بار اللہ پاک سے توبہ واِسْتِغْفار کرتے۔ (معرفۃ الصحابہ، ۳/۳۱۹، رقم:۴۷۸۰) آپ کی وفات 57، 58 یا 59 ہجری میں ہوئی۔ (معرفۃ الصحابہ، ۳/۳۱۵) انتقال کے وقت آپ کی عمر 78 سال تھی۔ (تاریخ مدینہ دمشق، ۶۷/۳۹۰) آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کو دنیا کے سب سے زیادہ فضیلت والے قبرستان جنّتُ الْبَقِیع (جو کہ مدینے میں مسجدِ نبوی کے ساتھ ہے) میں دفن (buried) کیا گیا۔

جنّتی صحابی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کی شان:

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے اپنے حافظے (memory) کی کمزوری کی عرض کی کہ میں آپ کی بہت سی باتیں سنتا اور بھول جاتا ہوں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ان سے فرمایا: اپنی چادر پھیلاؤ (spread it)۔ انہوں نے پھیلا دی (he spread it)، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اپنا مبارک ہاتھ اس چادر پر ڈالا پھر فرمایا کہ اب اس کو سمیٹ لو (fold it up)۔ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ

اللہُعَنْہ کہتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا اس کے بعد سے پھر میں کوئی بات نہیں بھولا۔(بخاری،۱/۶۲،حدیث:۱۱۹)

اس کے بعد حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُعَنْہ کا حافظہ اتنا مضبوط(strong) ہو گیا کہ پھر آپ رَضِیَ اللہُعَنْہ نے جو کچھ حضور صَلَّی اللہُعَلَیْہِ وَسَلَّم سے سنا، زندگی بھر نہ بھولے۔ آٹھ سو(800) صحابہ رَضِیَ اللہ عَنْھُمْ اور تابعین رَحمَۃُاللہِعَلَیْہِم حدیث میں آپ کے شاگرد ہیں۔ آپ نے پانچ ہزار تین سو چوہتر(5364) حدیثیں بیان فرمائیں، جن میں سے چار سو چھیالیس(446) حدیثیں، **حدیث شریف کی سب سے اہم کتاب "بخاری شریف" میں موجود ہیں۔**(اکمال،قسطلانی،ج۱،ص۲۱۲،عینی،ج۱،ص۱۲۶)

ہر صحابیِ نبی جنّتی جنّتی

حکایت(10): "مجھے نصیحت کیجئے"

ایک شخص نے حضرت عبدُ اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُعَنْہ سے نصیحت کرنے کی عرض کی(یعنی مجھے کچھ ایسی بات بتائیں کہ جس سے میری دینی حالت(condition) اچھی ہو) تو آپ رَضِیَ اللہ عَنْہ نے فرمایا: اللہ پاک کی عبادت کرو۔اس کے ساتھ کسی کو شریک(partner)نہ بناؤ۔ قرآنِ مجید کی تعلیمات (teachings)کے مطابق زندگی گزارو۔ اگر تمہارے پاس کوئی ناپسند شخص (person you dislike)بھی حق بات(the truth) لائے تو اسے مان لو اور کوئی تمہارا پیارا اور پسندیدہ شخص (person you like)بھی ناحق بات(an untrue thing)لائے تو اسے نا مانو۔(اللہ والوں کی باتیں،۱/۲۶۱)

اس حکایت سے ہمیں یہ درس(lesson) ملا کہ صحیح بات مان لینی چاہیے اور کوئی بھی بری بات کی طرف بُلائے تو ہر گز ہر گز برے کاموں کی طرف نہیں جانا چاہیے۔

تَعَارُف(Introduction):

جنّتی صحابی، حضرت عبدُ اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُعَنْہ کی والدہ کا نام "اُمِّ عبد" ہے۔ اللہ پاک کے رسول صَلَّی اللہُعَلَیْہِ وَسَلَّم کے نعلین مبارک(یعنی چپل شریف) اور مسواک مبارک آپ کے پاس ہوتی تھی۔ 32 ہجری میں آپ کا انتقال ہوا اور آپ رَضِیَ اللہُعَنْہ کو دنیا کے سب سے زیادہ فضیلت والے قبرستان جنّتُ البقیع(جو کہ مدینے میں مسجد نبوی کے ساتھ ہے) میں دفن(buried) کیا گیا۔

(عمدۃ القاری،۱/۸۲،تہذیب الاسماء واللغات،۱/۲۷۰)

جنّتی صحابی رَضِیَ اللہُعَنْہ کی شان:

فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللہُعَلَیْہِ وَسَلَّم: چار(4) آدمیوں سے قرآن پڑھنا سیکھو:(۱)عبدُاللہ بن مسعود (رَضِیَ اللہُعَنْہ) سے،(۲)ابو حذیفہ کے غلام سالم (رَضِیَ اللہ عَنْہ)، (۳)اُبَیّ بن کَعب (رَضِیَ اللہ عَنْہ) اور (۴)معاذ بن جبل (رَضِیَ اللہ عَنْہ) سے۔(بخاری،کتاب فضائل اصحاب النبی، ج۲/۵۴۸،حدیث:۳۷۵۸)

ہر صحابیِ نبی جنّتی جنّتی

حکایت(11): ”بری موت سے بچانے والا کام“

جب حضرت حارِثہ بن نُعمان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کی نظر چلی گئی(یعنی آپ نابینا(blind)ہوگئے)تو آپ نے اپنے کمرے کے دروازے سے اپنی نماز کی جگہ تک ایک رسی باندھ رکھی تھی اوراپنے پاس کھجوروں(dates)سے بھری ایک ٹوکری(basket)رکھ لیتے تھے۔جب کوئی مانگنے والا آتا اور سلام کرتا تو آپ رَضِیَ اللّٰہ عَنْہ ٹوکری سے کچھ کھجوریں لیتے پھر رسی(rope)کے ذریعے مانگنے والے کے پاس آتے اوراسے کھجوریں عطا فرماتے۔آپ کے گھر والے عرض کرتے کہ ”یہ کام ہم کر دیا کریں گے“۔لیکن آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ فرماتے کہ میں نے نبیِّ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے سنا ہے کہ ”مسکین کو کوئی چیز دینا(یعنی صدقہ کرنا)بُری موت سے بچاتا ہے۔“

(معجم الکبیر،الحدیث:۳۲۲۸،ج۳،ص۲۲۸،اللہ والوں کی باتیں،۱/۶۲۴)

اس حکایت سے ہمیں یہ درس(lesson)ملا کہ صدقہ دینا بہت اچھی بات ہے اور ہمارے صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہ عَنْھُم اپنے ہاتھوں سے صدقہ دینے کی کوشش کیا کرتے تھے(البتہ چھوٹے بچے صدقے میں اپنی(personal)رقم نہیں دے سکتے)۔

تَعَارُف(Introduction):

جنّتی صحابی، حضرت حارِثہ بن نُعمان اَنصارِی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ جنگِ بدر میں جانے والے صحابی ہیں(منتظم،۴/۱۳۰)لھذا صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُم میں بھی آپ کا بہت بڑا مقام(rank)ہے۔آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ ان 80صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہ عَنْھُم میں بھی ہیں کہ جو جنگِ حُنَین(Battle of Hunayn)میں استقامت(steadfastness)سے شامل رہے۔(اللہ والوں کی باتیں،۱/۶۲۳)حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے زمانے میں آپ کا انتقال ہوا۔(الاستیعاب،۱/۳۰۶)

جنّتی صحابی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کی شان:

فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:میں سویا تو میں نے اپنے آپ کو جنّت میں پایا۔میں نے ایک قاری کی آواز سنی تو پوچھا:یہ کون ہے؟۔فرشتوں نے کہا:یہ حارِثہ بن نُعمان ہیں۔پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:یہ بھلائی واحسان ہی کا صلہ(یعنی نتیجہ(result)ہے کہ جو وہ یہاں ہیں)ہے،یہ بھلائی واحسان ہی کا صلہ ہے۔اس حدیث کو بیان کرنے والے،کہتے ہیں کہ:حضرت حارِثہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ سب لوگوں سے زیادہ اپنی والدہ کے ساتھ بھلائی اور اچھے اخلاق(good manners)سے پیش آتے تھے۔(مسند احمد،حدیث:۲۵۳۹۲،۹/۵۱۸)

ہر صحابیِ نبی جنّتی جنّتی

حکایت(12): ”حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی شان بیان کرتے“

حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کہتی ہیں اللہ پاک کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (جنّتی صحابی) حسان بن ثابت (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ) کے لئے مسجد میں منبر لگاتے (یعنی ایسی سیڑھیاں، جن پر امام صاحب کھڑے ہو کر جمعے کے دن عربی میں ایک قسم کا بیان کرتے ہیں) اور وہ منبر پر کھڑے ہو کر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (کی نعتیں پڑھتے اور) حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی شان کے خلاف (against) بولنے والوں کا جواب دیتے، پھر اللہ پاک کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فرماتے کہ جب تک حسان (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ) اللہ کے رسول کے خلاف بولنے والوں کے جواب دیتے ہیں روح القدس (یعنی جبریل عَلَیْہِ السَّلَام) ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ (سنن ابو داود، ج۴، ص۳۰۴، بیروت)

اس حکایت سے ہمیں یہ درس (lesson) ملا کہ سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی شان بیان کرنا، محفلِ میلاد کرنا بہت اچھا کام ہے۔ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ نے بھی مل کر سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا ذکر کیا ہے جیسا کہ حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اپنے صحابہ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ) کے ایک حلقے کے قریب سے گزرے تو ان سے پوچھا: تمہیں کس چیز نے یہاں بٹھایا ہے؟ انہوں نے عرض کی: **ہم اس لیے بیٹھے ہیں تاکہ** ہم اللہ پاک کو پکاریں اور اس کی اس بات پر حمد کریں کہ اُس نے ہمیں اسلام کی طرف ہدایت دی (کہ ہم مسلمان ہوئے) اور **آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ذریعے، ہم پر احسان کیا۔** (یہ سن کر) فرمایا: تمہیں اللہ کی قسم! کیا تم صرف اسی کام کے لیے بیٹھے ہو؟ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ نے عرض کی: اللہ پاک کی قسم! ہم اسی کام کے لئے بیٹھے ہیں۔ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: میں نے تم سے تہمت کی وجہ سے حلف (قسم) نہیں اٹھوایا (یعنی تمھیں جھوٹا نہیں سمجھتا) بلکہ میرے پاس جبرائیل (عَلَیْہِ السَّلَام) آئے اور انہوں نے مجھ سے عرض کی: **اللہ پاک** فرشتوں کے سامنے تم پر فخر فرماتا (یعنی خوش ہوتا) ہے۔ (سنن نسائی ج۸، ص۲۴۹)

تعارُف(Introduction):

جنّتی صحابی، حضرت حسان بن ثابت رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قبیلہ انصار کے خاندان خزرج کے تھے اور پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے خاص شاعر ہونے کی وجہ سے تمام صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ میں مشہور (famous) تھے۔ آپ کی کنیت ” ابو الولید“ نام ”حسان“ اور والد کا نام ”ثابت“ ہے۔ حضرت حسان بن ثابت رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی شان میں بہت سے قصیدے لکھے (یعنی نعتیں لکھیں)۔ مکّے کے غیر مسلم جب نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی شان کے خلاف (against) باتیں کرتے تو حضرت حسان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نعتوں کے ذریعے اُن کا جواب دیتے۔ (کرامات صحابہ، ص۳۱۸ ملخصاً) حکیم الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کچھ اس طرح فرماتے ہیں: اِنْ شَآءَاللہ! قیامت تک ہونے والے سارے نعت خواں، حضرت حسان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے جھنڈے کے نیچے ہونگے۔ (مرآۃ المناجیح، ۱/۱۷۹)

جنّتی صحابی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی شان:

اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ عَنْہا فرماتی ہیں: حَسّان بن ثابِت کو برا نہ کہو کیونکہ انہوں نے اپنی زبان اور اپنے ہاتھ سے اللہ پاک کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی مدد کی ہے۔ (تاریخ ابن عساکر، ۱۲/ ۳۹۹، الرقم: ۱۲۶۳، بتغیر قلیل)

ہر صحابیِ نبی جنّتی جنّتی

---

www.farzuloom.net